خوبصورت کہانیوں کا مجموعہ

ماہنامہ

سسپنس ڈائجسٹ

اکتوبر 2019

بانی

معراج رسول

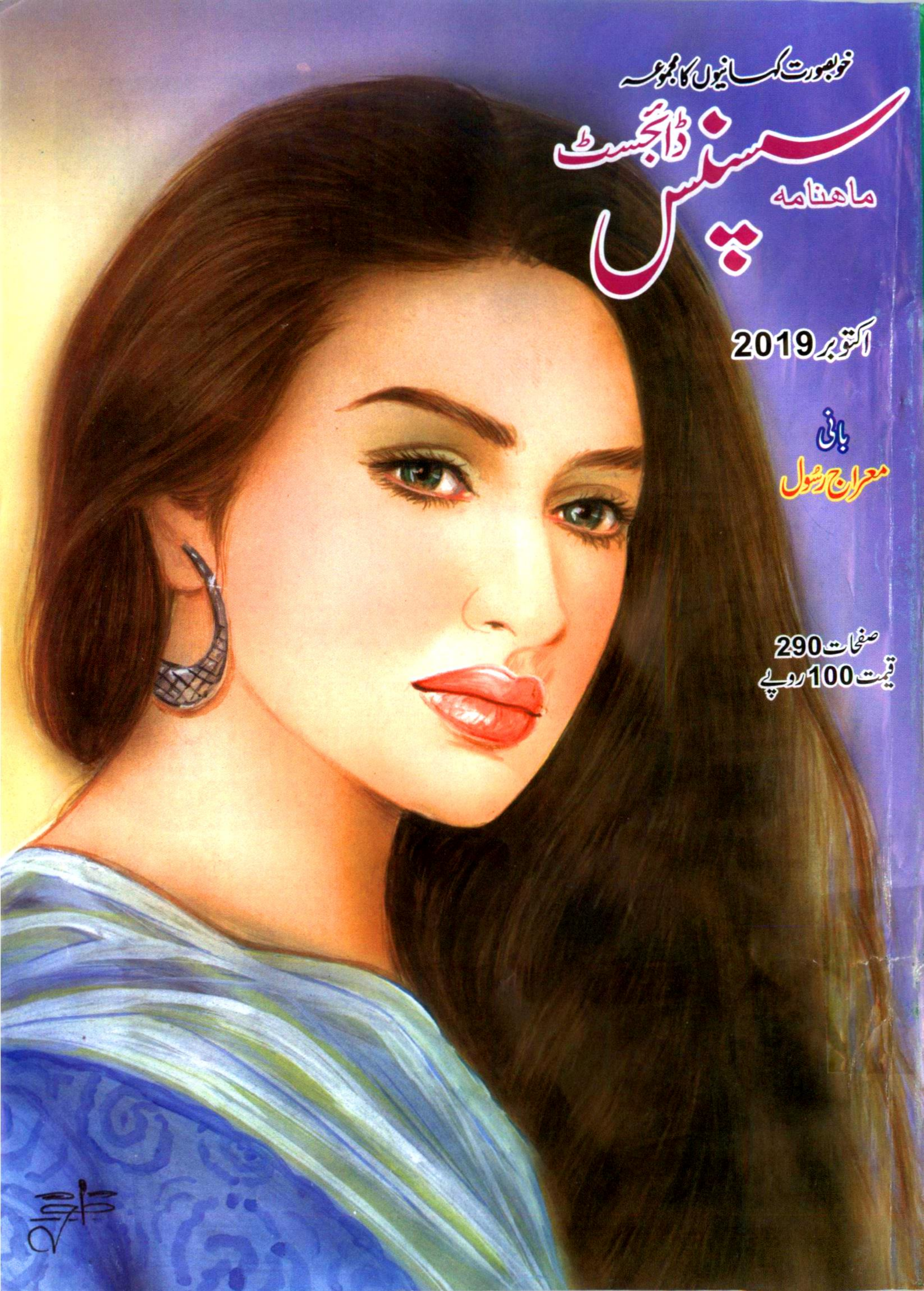

صفحات 290

قیمت 100 روپے

سسپنس ڈائجسٹ
CPNE
MEMBER APNS

انشائیہ 07
جون ایلیا
گذری کل کے قصے، آج کی باتیں اور مستقبل کے اندازے ایک دانش ور کی زبانی

آپ کے خط 08
مدیرِاعلیٰ
سسپنس کی مجلس مشاورت و قارئین کی تلخ و شیریں باتیں، گلے شکوے اور پرخلوص مشورے

مسیحا 14
زویا اعجاز
ماضی کا آئینہ۔ بااختیار اور بے اختیار انسانوں کے سبق آموز اور عبرت آمیز واقعات

اناڑی 53
تنویر ریاض
دھوکے باز دوست پر بھروسا کرنے والی ایک اناڑی حسینہ کا دل فریب قصہ

رنگ آسماں 64
اے آر راجپوت
مشرق و مغرب کے عجب امتزاج اور تاریخی خون خیزیوں کے عبرت اثر اشاروں میں لہراتی دلچسپ داستان

برائن 99
ناہید سلطانہ اختر
اپنی اہمیت کھو دینے والے والدین کے لیے لمحۂ فکریہ

فولادی گرفت 104
ملک صفدر حیات
ابلیسی کھیل رچانے والوں کا عبرتناک انجام

تلافی 141
شاہ زین رضوان
بے کل اور بے چین فطرت کی حامل ایک تخلیق کار قاتلہ کی روداد

مدیرِ اعلیٰ
عذرا رسول

مدیرہ یمنیٰ احمد
نائب مدیر اطہر حسین

مینجر اشتہارات
محمد شہزاد خان
0333-2256789

سرکولیشن مینجر
سید منیر حسین
0333-3285269

جلد 48 • شمارہ 10 اکتوبر 2019 • زرِسالانہ 1200 روپے • قیمت فی پرچا پاکستان 100 روپے •
خط کتابت کا پتا: پوسٹ بکس نمبر 215 کراچی 74200 • فون: 35895313 (021) E-mail:jdpgroup@hotmail.com

منصوبہ 151
اعتزاز سلیم وصلی

ضرورت اور محبت کے درمیان
ہونے والی جنگ کا ماجرا

محفلِ شعر و سخن 158
قارئین

آپ کے ہاتھوں سجی ایک انجمن رنگ رنگ
آپ کی پسند، آپ کے ذوق سے ہم آہنگ

تعاقب 161
مہناز طاہر

ناحق بہنے والے لہو کا اپنے
قاتل سے عبرتناک بدلہ

وقت 170
حسام بٹ

ایک پُرعزم بازی گر کی بازی گری...... سنسنی
خیز واقعات پر مشتمل ایک دلربا طویل داستان

انجام 219
نادیہ نور

اپنی جان جوکھم میں ڈالنے والے
ایک معمولی انسان کی غیر معمولی مہم جوئی

احمد بن حنبلؒ 233
رضوانہ ساجد

بستی بستی، نگری نگری علم
کے ایک شیدائی کی روداد

گواہی 245
علی اختر

محبت سے بھرے اور خوف سے
لرزتے، ٹوٹے ہوئے دلوں کا قصہ

پسِ پردہ 254
طاہر جاوید مغل

انجانی نفرتوں میں پناہ تلاش کرنے والا اس جوڑے
کی کتھا جو..... اپنوں کے اصل روپ سے بے خبر تھا

پبلشر و پرو پرائٹر: ذیشان رسول • مقامِ اشاعت: گراؤنڈ فلور C-63 فیز II ایکسٹینشن، ڈیفنس، مین کورنگی روڈ کراچی 75500
پرنٹر: جمیل حسن • مطبوعہ: ابن حسن پرنٹنگ پریس ہاکی اسٹیڈیم کراچی

بیرون ممالک مقیم اُردو صارفین ہر ماہ اپنے پسندیدہ ڈائجسٹ بذریعہ ای میل پی ڈی ایف فارمیٹ میں حاصلکریں

تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل ای میل پر رابطہ کریں۔

urdusoftbooks@gmail.com urdusoftbooks.com

یہ سروس بذریعہ پے پال مناسب قیمت پر دستیاب ہوگی

بذریعہ ای میل رابطہ کرنے کے لیے یہاں کلک کریں

انشائیہ

سیلاب

جون ایلیا

فطرت کے سیلابی غیظ وغضب نے وہ کچھ کیا جو کہا۔ ہم نے دریاؤں کا کیا بگاڑا تھا، ہم نے موجوں کو کب لتاڑا تھا اور ہم نے گردابوں کی کب برائی کی تھی۔ سیلاب ہماری بستیوں، ہمارے گھروں اور ان میں رہنے والوں کو بے نام ونشان کر گیا۔

میں آواز دیتا ہوں کہ اے بستیو! کیا تم بھی تھیں، میں صدا دیتا ہوں کہ اے گھرو! کیا تم بھی آباد تھے۔ میں پکارتا ہوں کہ اے تباہ شدہ بستیوں اور آباد گھروں میں رہنے والو! کیا تم کہیں کھو گئے ہو اور لوٹ آؤ گے مگر سناٹوں کی بے حسی نہ بولتی ہے، نہ سنتی ہے اور نہ سننے دیتی ہے۔ ان کے بچوں نے کتنے گھروندے بنائے ہوں گے، ان کے نوجوانوں نے نہ جانے کتنی آرزوئیں کی ہوں گی اور ان کے بوڑھے مردوں اور عورتوں نے اپنے بچوں کی جوانی سے کتنی امیدیں باندھی ہوں گی۔ سب گھروندے سیلاب کی بھینٹ چڑھ گئے، سب آرزوئیں گرداب میں گم ہوگئیں، سب امیدوں کو موجوں نے روند ڈالا۔

ہم تم پر روتے ہیں مگر ہماری آنکھیں بنجر ہیں اور وہ یوں کہ جن کا بیری پانی ہوا ان کی آنکھوں کا آنسو سے کیا رشتہ۔ سو ہم روتے ہیں اور ہمارا رونا آنسوؤں کو ترستا ہے۔ وہ قوم عاد نہیں تھے جنہیں ہواؤں کے طوفان نے گرد بنا کر اڑا دیا تھا۔ وہ قوم ثمود نہیں تھے جنہیں ان کی نافرمانی کی سزا دی گئی۔ وہ حضرت لوطؑ کی امت نہیں تھے جن پر ان کی نافرمانیوں کے باعث عذاب نازل کیا گیا۔ وہ شہروں کے شہر بابل کے شہری نہیں تھے جو اپنی عیاشی کی بھینٹ چڑھ گئے۔

ہم انسانی تاریخ کے بارے میں کچھ شد بد رکھتے ہیں لیکن ہم فطرت کی تاریخ کے بارے میں کم سے کم کچھ نہیں جانتے۔ فطرت اور انسان کے درمیان شاید پینتیس لاکھ برس سے ایک پرخاش اور پیکار جاری ہے۔ اگر اس پرخاش و پیکار کے انجام کا مرثیہ لکھا جائے تو قرن ہا قرن کے صفحے درکار ہوں گے، وہ مرثیہ اگر زمین کی مدور سطح پر رقم کیا جائے تو سطح کی گنجائش ختم ہو جائے گی اور مرثیہ باقی رہے گا......

غم بہت زیادہ ہیں اور خوشی بہت کم ہے۔ تاریخ کے حساس انسانوں نے اپنی زندگی کا زیادہ حصہ اداس رہ کر گزارا ہے۔ زندگی میں خوش رہنے کے لیے بہت زیادہ ہمت بلکہ بہت زیادہ بے حسی چاہیے۔ دانش مندوں کے ایک گروہ نے یہ کہا ہے کہ انسان مختار ہے وہ اپنے اعمال کا جواب دہ ہے۔ دانش مندوں کے دوسرے گروہ نے یہ کہا ہے کہ انسان مجبور ہے۔ اس کے ہاتھ اور اس کے پیر خود جنبش نہیں کرتے بلکہ انہیں کوئی اور جنبش دیتا ہے۔ وہ کون ہے جو انہیں جنبش دیتا ہے؟ وہ کون ہے جس نے تاریخ کے عہد اور تاریخ سے پہلے کے عہد کے تمام انسانوں کو اپنے آلۂ کار کے طور پر استعمال کیا ہے؟ یہ بات معراج رسول نہ تم جانتے ہو اور نہ میں جانتا ہوں۔ ذکر عذاب ناک سیلاب کا ہو رہا ہے اور اس موقع پر میر تقی میر کا یہ شعر بہت برمحل ہے۔

کن نیندوں اب تو سوتی ہے اے چشمِ گریہ ناک
مژگاں تو کھول شہر کو سیلاب لے گیا

یہاں تک تو میں نے اپنا دکھ بیان کیا۔ اب معراج رسول اپنا دکھ بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ”یہ سیلاب تو ہمارے باہر کا سیلاب تھا، اس سے زیادہ مہیب سیلاب تو وہ ہیں جو ہمارے اندر تباہی مچا رہے ہیں، ہمارے اندر کا تموج کہیں زیادہ تباہ کن ہے، ہمارے اندر کے گرداب کہیں زیادہ سفاک ہیں۔ نفرت کے سیلاب، تعصب کی طغیانی اور انتقام در انتقام کے گرداب۔ ہمارے اندر کے ان سیلابوں نے سارے بند توڑ دیے ہیں اور اب ہم ہر لمحے ان سیلابوں کے رحم وکرم پر ہیں اور ہم ایک کشتی نوح کی آس لگائے امید کے سانس لے رہے ہیں۔ نہ جانے وہ کشتی نوح کب آئے گی اور ہمیں بچائے گی۔“

یہ تو میں نے معراج رسول کی بات سنائی اب میں اپنی بات کہتا ہوں۔ میں بھی معراج رسول کی طرح ایک کشتی نوح کے انتظار میں ہوں اور اس کے انتظار میں میری بینائی دھندلی پڑ گئی ہے۔ میں اپنے اندر طوفان برپا کرنے والے تباہ کن پانیوں کے افقوں میں اپنی امید کو ڈھونڈ رہا ہوں مگر وہ مجھے دکھائی نہیں دے رہی۔ پانی زمینوں کو شاداب اور پودوں اور پیڑوں کو سرسبز کرتا ہے، کیا کبھی وہ دن بھی آئے گا جب ہم سب کے اندر کے وجود کا پانی ہماری پُرنفرت زمینوں کو شاداب اور ہمارے اور تمہارے پودوں اور پیڑوں کو سرسبز کرے گا۔ اس سے قطع نظر کہ کیا ہمارا ہے اور کیا تمہارا ہے۔

آپ کے خط

عزیزان من
السلام علیکم!

اکتوبر 2019ء کا خوبصورت شمارہ آپ کے ذوق کی نذر ہے۔ محرم الحرام سے اسلامی سال کا آغاز ہو چکا ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ یہ سال بالخصوص امت مسلمہ کے لیے امن اور خیر و عافیت کا پیغام لے کر آئے...... مسئلہ کشمیر کا کوئی بہترین حل نکل آئے اور کشمیر حقیقت میں جنت نظیر.... بن جائے جہاں شیطان ملعون کا داخلہ ممنوع ہوتا ہے۔ جب کوئی طاقت بنا سوچے سمجھے ظلم و جبر کا راستہ اختیار کرے اور لہو کو پانی سے بھی ارزاں سمجھ لے تو بہت واضح اشارہ ہے کہ وہ اندر سے کتنا غلط اور کمزور ہے تب ہی کانٹوں بھرے رستے کا انتخاب کر ڈالا...... مودی سرکار بالفاظِ دیگر ''موذی سرکار'' کشمیر کے مسئلے میں خود کو فاتح سمجھ کر بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہو رہی ہے جبکہ درحقیقت اس انتہا پسند ہندو راہنما کو عالمی برادری کی لعنت ملامت کے ساتھ ساتھ خود اپنے ہی دیس میں بے پناہ مخالفت کا سامنا ہے کیونکہ بھارتی اقلیتوں میں خوف و ہراس اور انتشار کی لہر دوڑ گئی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ طویل عرصے تک حکمران رہنے والا جماعت انڈین نیشنل کانگریس نے بھی اس کی شدید مذمت کی ہے اور یہ بات اس ''موذی'' کے لیے فکر انگیز اور تشویش ناک ہے۔ اس بھارتی اپوزیشن جماعت کا کہنا ہے کہ مودی حکومت کے مظالم کے باعث کشمیر آتش فشاں بن چکا ہے۔ اتنی ذلت اور رسوائی کے باوجود مودی اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہے۔ اقوام متحدہ اور عالمی برادری سمیت کئی ممالک میں مودی کے خلاف طوفان برپا ہے لیکن بھارتی حکومت نے مقبوضہ کشمیر کو ہڑپ کرنے کے لیے اپنے ملک کے آئین اور قانون کی بھی پروا نہیں کی۔ نریندر مودی کی تنگ نظری کے باعث نہ صرف پاک، بھارت جیسے دونوں ایٹم بردار ممالک بلکہ پوری دنیا بھی متاثر ہو رہی ہے جبکہ پاک فوج نے اب تک صرف دفاعی پالیسی اختیار کی ہوئی ہے۔ گزشتہ دنوں اہلِ زمین پر انسانیت سوز مظالم ڈھانے والے مودی کا چاند پر اترنے کا خواب چکنا چور ہو گیا ہے۔ ایک خلائی جہاز کے گم ہو جانے پر رونے والے اس ''موذی'' انسان کو یہ احساس نہیں کہ جانے کتنی ہی ماؤں کے چاند چہروں کو وہ زمین کے اندر اتار چکا ہے۔ وہ 900 کروڑ روپے جو اس نے عوام کا خون چوس کر حاصل کیے قدرت کے ایک جھٹکے سے ہاتھ سے نکل گئے اور مودی پر سکتہ طاری ہو گیا...... انتہا پسندی، جنونیت درندگی، ظلم و دہشت گردی کی خوگر مودی سرکار کشمیریوں اور اقلیتوں پر جبر و تشدد کے جو چاہے حربے آزما لے...... اسلحہ، سائنس، ٹیکنالوجی، راکٹ، میزائل سازی اور خلائی مشن سمیت ہر جگہ ان شاءاللہ منہ کی کھائے گا...... کیونکہ حق داروں کا حق کھانے والا فاتح نہیں غاصب کہلاتا ہے اور غاصب نہ اچھا منصف بن سکتا ہے اور نہ محافظ...... اسلامی سال کے آغاز میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمدؐ...... اور شہدائے کربلا کے صدقے میں کشمیری کی وادی میں ظلم و ستم کا جہنم سرد کر دے (الٰہی آمین) اچھی امیدوں اور کشمیری مسلمانوں کے غم میں برابر کے شریک رہنے کا احساس لیے اب ذرا کچھ خبر لیتے ہیں اپنی محفل کی...... جہاں بہت سے سسپنس کے شیدائی ہمارے منتظر ہیں۔

✠ عبدالجبار رومی انصاری کا شاعرانہ انداز بورے والا سے۔ ''سوئے ہیں ابھی ابھی وہ ہونٹوں کو لال کر کے، سرمستیٔ عشق میں کسی کا جینا محال کر کے، کوئی تو پشیماں ہے خزاں رُت کے سائے میں، اجڑی سی بے کلی سی خود کو بے حال کر کے۔ سسپنس کا سرورق تو اتنا زبردست ہوتا ہے کہ بے اختیار شاعری کرنے کو دل چاہتا ہے۔ سسپنس ادارے کے بھی شکر گزار ہیں جو میرے تبصرے کو دلچسپی کا مظہر سمجھتے ہیں۔ ہماری حوصلہ افزائی کا بے حد شکریہ اور بے حد شکریہ انکل جون کا بھی جو ہمیں معنی سے بے معنی ''حکیمانہ'' کلیوں اور دانش مندانہ مقولوں کی صورت آزادی سے اظہارِ رائے کرتے ہوئے ظلم و ناانصافی کی

مسیحا

زویا اعجاز

میدانِ جنگ میں نام اہم ہوتے ہیں نہ
مقام... اس میدان میں تو حوصلہ اور
جرأت سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے
اور... نورالدین زنگی کا وجدان اسے مسلسل
خطرات سے آگاہ کر رہا تھا۔ یہ مردِ مجاہد ذاتی طور
پر بہت رحمدل، انسانیت پسند اور مسلم امہ میں
محبت و اخوت برقرار رکھنے کا خواہشمند تھا اور اسی
خواہش کی تکمیل کے لیے وہ جہدِ مسلسل میں مصروف
تھا جب کہ صلیبی فوج ایک طرف تو لوٹ مار میں حاصل
ہونے والی اشیا، معصوم بچوں کی خونریزی اور خواتین کی
عصمت دری سے کشید ہونے والی لذتوں میں گم تھی مگر
دوسری جانب وہ مسلم سپاہ کا نظم و ضبط، دیوانگی
اور سکون دیکھ کر بری طرح خوفزدہ بھی تھی بالخصوص
نورالدین زنگی کے ایک نڈر امیر مجدد الدین کی شمشیر بے نیام نے
صلیبی افواج کی نیندیں اڑا کر رکھ دی تھیں کیونکہ... میدانِ جنگ میں
نام اہم ہوتے ہیں نہ مقام... بس حوصلے اور جرأت کی ضرورت ہوتی ہے
جو امیر مجدد الدین نے قدم قدم پر ثابت کر دکھایا۔

ماضی کا آئینہ۔ بااختیار اور بے اختیار انسانوں کے عبرت اثر واقعات

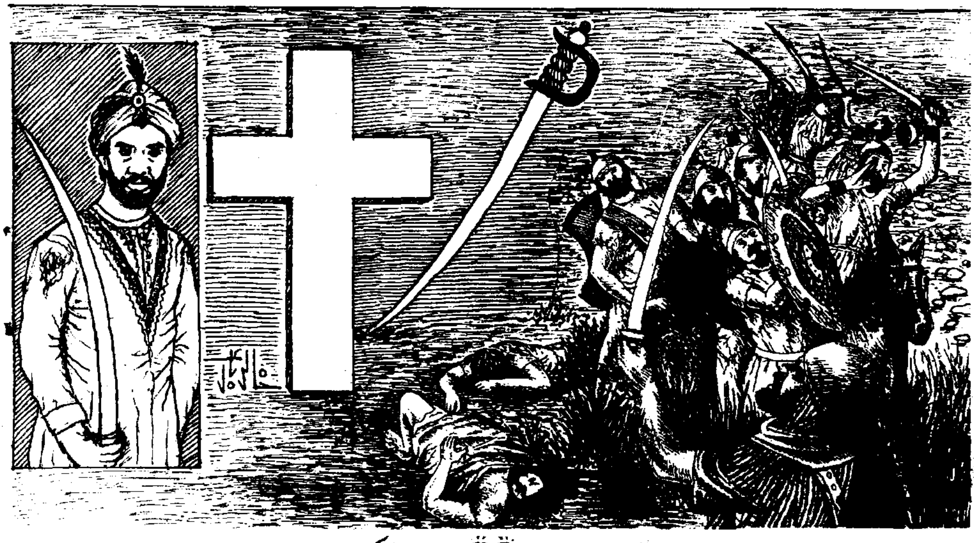

اناڑی

تنویر ریاض

ہنر کوئی بھی ہو مہارت کا متقاضی ہوتا ہے... حالات نے جس ڈگر پر اسے ڈال دیا تھا اس پر پھونک پھونک کر قدم اٹھانا چاہیے تھا مگر... وقت اسے تیز رفتاری سے دوڑنے پر مجبور کر رہا تھا۔ ایسے میں ٹھوکر تو لگ ہی جانا تھی جبکہ وہ تو ایسے جرم کی راہ پر گامزن تھی جس کی کوئی منزل بھی نہ تھی۔

دھوکے باز دوست پر بھروسا کرنے والی ایک اناڑی حسینہ کا دل فریب قصہ

بارش ہونے کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ لوگ اپنی قیمتی اشیا کو رومال یا پلاسٹک میں لپیٹ کر اندرونی جیب میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ اسی لیے جینی کو ابھی تک کوئی کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ پورے دن میں اس کے ہاتھ صرف ایک چاندی کا بٹن آیا تھا جو بعد میں نقلی نکلا۔ دراصل وہ کانسی کا بنا ہوا تھا۔ نیڈ اس کارکردگی پر کبھی خوش نہ ہوتا اور نہ ہی وہ اپنی بچت میں کوئی اضافہ کرسکتی تھی جو وہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے

رنگ آسماں

اے۔آر۔راجپوت

ماضی کی تنگ و تاریک مگر خوابناک راہداریوں سے جنم لینے والے ایسے کردار... جنہیں واقعات و شواہد نے خود ترتیب دے کر ان کی زندگی کی بے قراریوں کو ایک ایسے مقصد میں ڈھال دیا جس کا ادھورا پن بے شمار ہلاکتوں کا سبب بن جاتا... لہٰذا اس کی تکمیل کے لیے وہ باغی فطرت انسان میدان جنگ میں یوں اترا کہ دل کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کردینے والے گداز احساسات کو بھی بھول گیا لیکن... عشق تو پھر عشق ہوتا ہے... کوئی کتنا ہی بھولنا چاہے، عشق اپنا مسکن کبھی نہیں بھولتا۔ جس دل میں بس جائے اسے اپنے ساتھ ہی لے کر جاتا ہے... اور پھر ایک دن اچانک اس کے من کا موسم بھی بدل گیا کیونکہ ... وہ فرنگی حسینہ دلی کے اس نوجوان کو دل دے بیٹھی تھی، جس کا ہر قدم آزمائش اور ہر نظر کسی امتحان سے کم نہ تھی، اس کے باوجود... خاک و خون کے اس کھیل میں نہ تو اس نے خوابوں کو بکھرنے دیا اور نہ ہی جذبوں کو بے لگام ہونے دیا۔ کیونکہ وہ آسمان پر بکھرے رنگوں کا مطلب جان گیا تھا۔

مشرق و مغرب کے عجب امتزاج اور تاریخی جنوں خیزیوں کے عبرت اثر اشاروں میں لہراتی دلچسپ داستان

قسط:24

برائن

ناہید سلطانہ اختر

مغربی معاشرے کا المیہ ہو یا مشرقی طور طریقے... اولاد کے لیے والدین کا ایک الگ ہی مقام اور مان ہوتا ہے... بچے والدین کو ہمیشہ ساتھ اور خوش دیکھنا چاہتے ہیں مگر... جہاں یہ سب کچھ نہ ہو وہاں ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ یہاں ہوا۔

اپنی اہمیت کھو دینے والے والدین کے لیے لمحۂ فکریہ

اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اگلی نشست پر عبداللہ کے برابر بیٹھ گیا۔ عبداللہ کے لیے یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ اس کی شناسا سواریاں اکثر یونہی پہلے کرایہ طے کیے بغیر اس کی ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنی منزلِ مقصود سے آگاہ کرتیں اور کرایہ طے کرتیں۔ برائن بھی انہی میں سے ایک تھا۔ نوعمر، لاابالی اور بے پروا...... یہ عمر ہی ایسی ہوتی ہے۔ کئی ماہ سے وہ اس کی ٹیکسی میں آ، جا رہا تھا۔ عبداللہ نے بائیں جانب گردن گھما کر اسے دیکھا اور پوچھا۔ ''کہاں جانا ہے؟''

''کہیں بھی۔'' وہ اکھڑے اکھڑے لہجے میں بولا۔

فولادی گرفت

ملک صفدر حیات

گرفت اگر فولادی ہو تو چور کی مجال نہیں کہ کارروائی کرے مگر... افسوس عموماً ایسا نہیں ہوتا البتہ ملک صفدر جیسے آفیسر کبھی گرفت ہلکی کرنے کے عادی نہیں ہوتے... وہ جو شیطان کا ڈیرا تھا... جہاں جُوا، شباب اور شراب بہ آسانی دستیاب تھیں ایسے میں کبھی بھی انسان کا نفس اسے بہکانے میں دیر نہیں لگاتا... وہ بھی ایسے ہی جرائم کا دلدادہ تھا لیکن بھول گیا کہ عیش و عشرت کے بہت سارے دنوں کے پیچھے ایک دن پکڑ کا بھی ہوتا ہے... اور جسے وہ بہت دور سمجھ رہا تھا وہ دن اس کے سر پر آن پہنچا تھا کیونکہ اس بار ملک کی گرفت بہت فولادی ثابت ہوگئی تھی۔

ابلیسی کھیل رچانے والوں کا

عبرتناک انجام

ایک روز میں تھانے سے اٹھنے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ تین افراد مجھ سے ملنے آگئے۔ ان میں سے دو کا تعلق محکمۂ پولیس سے تھا اور وہ یونیفارم میں تھے جبکہ تیسرا شخص سادہ لباس تھا۔ میں نے گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا۔ رسمی علیک سلیک کے بعد ان میں سے ایک باوردی شخص نے تعارف کراتے ہوئے بتایا۔

''ملک صاحب! میں اے ایس آئی ارشاد ہوں اور یہ میرے ساتھ کانسٹیبل حنیف ہے۔'' اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے باوردی شخص کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اور وہ......'' پھر سادہ لباس اپنے ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان الفاظ میں اضافہ کیا۔ ''ہمارا کھوجی نذیر حسین ہے۔ ہم بالائی شمالی تھانے سے آئے ہیں۔ ایک معاملے میں ہمیں آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔''

''کون سا معاملہ؟'' میں نے سوالیہ نظر سے اے ایس آئی ارشاد کی طرف دیکھا۔ ''اور آپ لوگ مجھ سے کس قسم کا تعاون چاہتے ہیں؟ کیا اس معاملے کا تعلق میرے تھانے کی حدود سے ہے؟''

''جی ملک صاحب!'' ارشاد نے اثبات میں گردن ہلائی۔ ''فی الحال تو ایسا ہی نظر آرہا ہے۔ آگے

تلافی

شاہ زین رضوان

دشمنی میں تو اکثر لوگ حسد کا شکار رہتے ہیں مگر دوستی میں... اگر یہ بلا اپنی لپیٹ میں لے لے تو انسان بے موت مارا جاتا ہے۔ وہ آپس میں بہت اچھی دوست تھیں لیکن کسی کو کسی کے دل کی خبر نہیں تھی البتہ قدرت تو ہر ایک کے حال سے واقف تھی لہٰذا قدرت نے ہی اسے اپنی غلطی سدھارنے کا ایک ایسا موقع فراہم کردیا کہ اس نے اپنی تمام کوتاہیوں کا ازالہ کرکے دوستی کا بھرم رکھ لیا۔

رقابت میں اندھی چال چلنے والی ایک حسینہ کا نادم انداز

میں اور کیتھی مورگن بچپن کی دوست ہیں۔ ہماری فوٹو البم میں وہ تصویر بھی ہے جس میں پرائمری اسکول کی دو بچیاں اپنے ٹوٹے ہوئے دانتوں کے ساتھ مسکرا رہی ہیں۔ ایک اور تصویر میں ہم تعطیلات کے دوران فریج پر مختلف قسم کے اسٹکرز لگا رہی ہیں۔ یہ نوعمر لڑکیوں کا خاص مشغلہ ہے۔ اس کے علاوہ ہماری دیواروں پر گریجویشن تقریب کی تصاویر بھی ہیں جس میں ہم دونوں گاؤن پہنے اور ڈگری ہاتھ میں لیے

منصوبہ

اعتزاز سلیم وصلی

محبت میں دھوکا کھانا، یہ کوئی نئی بات نہیں ... خاص طور پر بھولی بسری ایسی محبت جو حالات کی بھول بھلیوں میں کہیں گم ہوجائے اور پھر اچانک کسی راہ پر سامنے آجائے تو ایسے میں دل یقین و بے یقینی کے درمیان صحیح اور غلط کا فیصلہ نہیں کرپاتا... وہ بھی ایک بڑا مضبوط منصوبہ لے کر اس کے سامنے آگیا تھا یہ اور بات کہ وہ اسے پہچان نہ پائی۔

ضرورت اور محبت کے درمیان، ہونے والی جنگ کا ماجرا

"مگر آپ کو یہ سب کیسے پتا؟" آسیہ نے حیرت سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔

"میں ہی وہ ایجنٹ ہوں جس کے ذریعے انہوں نے انشورنس پالیسی کروائی ہے۔" سامنے بیٹھا شخص مسکرایا۔ آسیہ غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے اپنا نام علی نواز بتایا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پوری فائل تھی جس میں ڈاکٹر عزیز کی انشورنس پالیسی کی تفصیل موجود تھی۔ یہ ایک کروڑ روپے کی انشورنس تھی۔ آسیہ کا دماغ گھوم رہا تھا۔ اتنی بڑی بات عزیز اس سے کیسے چھپا سکتا تھا۔

"آپ یہ سب مجھے کیوں بتا رہے ہیں؟" اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ آج شاپنگ کرنے آئی تھی جب علی نواز راستے میں اسے ڈاکٹر عزیز کے بارے میں اہم بات بتانے کا کہہ کر ہوٹل لے آیا تھا۔ یہ ان کی پہلی ملاقات تھی۔ علی نواز نے نظریں اس کے چہرے پر جمادیں۔

"تم بہت خوبصورت ہو۔" یہ سچ تھا۔ آسیہ ایک غریب گھر سے تعلق رکھنے والی نرس تھی جس کے حسن سے شکست کھا

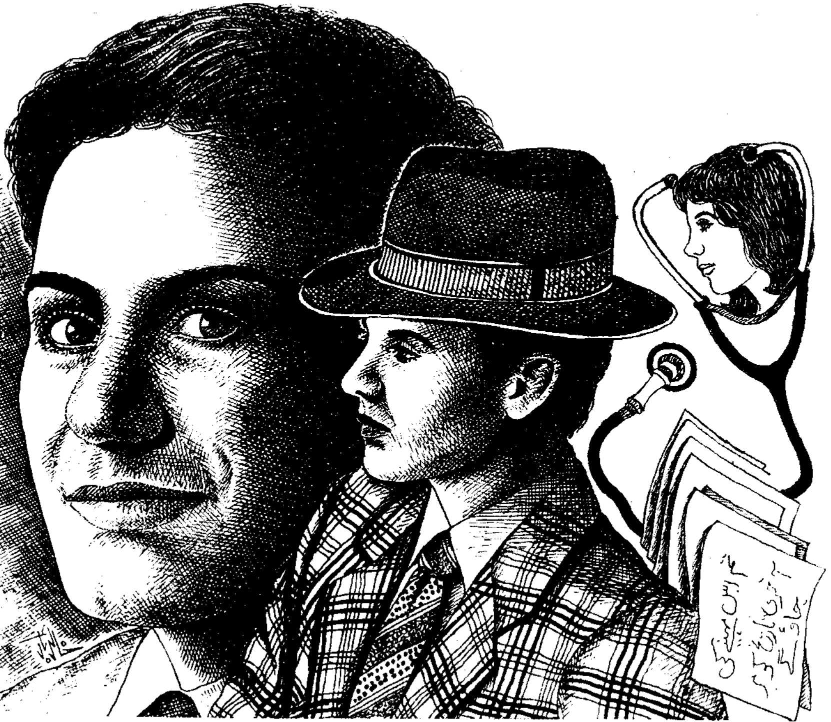

محفلِ شعر و سخن

❄ محمد کمال انور......اورنگی ٹاؤن، کراچی

دل میں اِک سمندر ہے اور دل ہے قبلہ رو
چار سمت سناٹا اِک صدائے اللہ ہو

❄ مدحت......کراچی

ایک قبیلہ چھوڑ دیا اور اک دنیا آباد رکھی
میں نے پہلا شعر لکھا اور شجرے کی بنیاد رکھی
تو نے کہا تھا عشق میں تنہا کون جیا کرتا ہے
تجھ کو بھول گئے اور تیری بات ہمیشہ یاد رکھی

❄ ضوریز احمد ملک......کراچی

عجیب الجھنوں میں اب کے ساعتیں گزر گئیں
نصاب یاد بھی نہیں اور امتحان ہو گیا

❄ ناہید یوسف......اسلام آباد

ڈوبتے وقت سمندر میں مرے ہاتھ لگے
وہ جواہر جو سرِ آب نہیں آتے ہیں
ہم نشیں دیکھ مکافاتِ عمل ہے دنیا
کام کچھ بھی یہاں اسباب نہیں آتے ہیں

❄ منشی محمد عزیز مئے......لڈن، ضلع وہاڑی

نہیں ہوتا کسی طبیب سے اس مرض کا علاج
عشق لاعلاج ہے، بس پرہیز کیجیے

❄ وزیر محمد خان......بفہ ہزارہ

یہ مجھے چین کیوں نہیں پڑتا
ایک ہی شخص تھا جہاں میں کیا

❄ آصف علی......میرپور خاص

ہر چند کہ حالات موافق نہیں پھر بھی
دل تیری طرف داری میں سفاک بہت ہے

❄ یوسف خان......سرگودھا

کس تماشے میں مجھے چھوڑ گئے
خوب ہیں اپنے پرائے میرے
دل نے محروم کیا دکھ سے مجھے
آنکھ نے اشک چرائے میرے

❄ محمد انور ندیم......حویلی لکھا، اوکاڑہ

ممکن نہیں مجھ سے یہ طرزِ منافقت
دنیا میں ترے مزاج کا بندہ نہیں ہوں

❄ صبا سحر......کراچی

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

❄ حنا یوسف......سیالکوٹ

بلا کا حبس رگوں میں اتر گیا اب کے
نہ جانے زہر گھلی یہ ہوا کہاں کی ہے

❄ منصور احمد......کراچی

صحراؤں کا سفر ہے کیا ساتھ تم چلو گے
پُرہول رہ گزر ہے کیا ساتھ تم چلو گے
ساون کی ہیں پھواریں جیون پہ اب تمہارے
پیاسا ہرا شجر ہے کیا ساتھ تم چلو گے

تعاقب

مہناز طاہر

طاقت کے بل پر بے شک وقتی طور پر برتری تو مل جاتی ہے مگر... کمزور کی کمزوری اکثر اس کی ایسی طاقت بن جاتی ہے کہ بڑے بڑے سورما ہمت ہار دیتے ہیں... وہ بھی ایک ایسی ہی طاقت بن کر سامنے آیا تھا جس کا سامنا کرنے کی اس میں تاب نہیں تھی لیکن... بہت پہلے اس نے اس کی جان لے لی تھی۔

ناحق بہنے والے لہو کا اپنے قاتل سے عبرتناک بدلہ

اسے اپنے پیچھے آتے قدموں کی آواز خوف میں مبتلا کر رہی تھی۔ اس کے قدم زرد سوکھے پتوں پر پڑتے تو ایک عجیب سی سرسراہٹ پیدا ہوتی جو ماحول کو اور خوفناک اور پراسرار بنا رہی تھی۔ ماریہ نے کئی بار پیچھے مڑ کر دیکھنے کی کوشش کی لیکن ہر بار وہ اس کوشش میں ناکام رہی تھی۔ موسم بہت سرد تھا۔ اس نے کالے رنگ کی موٹی جیکٹ پہنی ہوئی تھی اور بالوں کو گرم مفلر سے اچھی طرح چھپایا ہوا تھا، ہاتھوں میں دستانے پہنے وہ پوری طرح سردی

اکتیسویں قسط

وقت

حسام بٹ

موت کے کنویں میں بھی وقت جس کا ہم رکاب تھا۔ ایک ایسے پرعزم بازی گر کی بازی گری ...... سنسنی خیز واقعات پر مشتمل ایک دلربا طویل داستان

وقت بادشاہ اور کائنات کی ہر شے اس کی رعایا ہے لیکن . . . اس کی نہ کوئی شکل اور نہ ہی وجود ہے۔ اس کے باوجود یہی وقت روپ بدل بدل کر سامنے آن کھڑا ہوتا ہے۔ جس کی گردش انسان کی زندگی میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ ایک ہی پل میں کسی کو بادشاہت سے نوازتا ہے اور کسی کو زمین کی خاک چاٹنے پر مجبور کردیتا ہے۔ کبھی دن اور رات میں ڈھل کر عمر رواں کا نام پاتا ہے اور موسم کی طرح گزر جاتا ہے۔ کبھی مہربان اور مخلص دوست بن جاتا ہے اور کبھی سفاک دشمن کا کردار ادا کرتا ہے۔ کبھی محبت بن کر ہونٹوں پر ہنسی بکھیرتا ہے اور کبھی درد کی صورت آنسو بن کر دلوں میں گھاؤ ڈال دیتا ہے۔ چونکہ یہ کسی کا غلام نہیں اسی لیے کسی کی پروا بھی نہیں کرتا لیکن . . . اتنا سنگدل ہے جو اس کی پروا نہیں کرتا اسے ایسی مار مارتا ہے کہ پینے کو دو بوند پانی تک نہیں ملتا اور اتنا بے ایمان بھی ہے کہ جس پر اپنی مرضی سے مہربان ہوجائے اس کے لڑکھڑاتے قدموں سے بھی قدم ملا کر عروج عطا کرتا ہے مگر شرارت سے پلٹ کر ان کی طرف بھی دیکھتا ہے جنہیں وہ بیچ بھنور میں تنہا چھوڑ آتا ہے۔ وہ بھی ایک ایسے ہی مہربان لمحے کا اسیر تھا . . . جسے یہ تک خبر نہ تھی کہ وہ کون ہے اور کس خاندان سے وابستہ ہے۔ جس کی اپنی کوئی شناخت نہ تھی اس کے باوجود اس کی داستان حیات میں چاہنے والوں کی کمی نہ تھی۔ دو مختلف معاشروں اور تہذیبوں کا حسین امتزاج . . . ایک ایسا سلسلہ جو برسوں یاد رہے گا۔

انجام

نادیہ نور

یہ حقیقت ہے کہ مسندِ اقتدار پر محض چہرے بدلنے سے حالات نہیں بدل سکتے، جب تک کہ نظام کو نہ بدلا جائے اور اس نے بھی نظام کو بدلنے کی ایسی کوشش کر ڈالی تھی جو اس کی ہمت اور اوقات سے کہیں بڑھ کر تھی لیکن... اس نے پھر بھی یہ حیرت انگیز کارنامہ انجام دے ڈالا۔

اپنی جان جوکھم میں ڈالنے والے ایک معمولی انسان کی غیر معمولی مہم جوئی

سیاہ لمبی سی کار آرتھر کے سامنے آکر رک گئی۔ آرتھر جو درخت کے عقب میں کھڑا تھا، کار کے قریب آگیا۔ کار کا پچھلا دروازہ کھلا اور ایک آواز ابھری۔

''تم آرتھر ہو نا؟''

''میرے سوا اور کون ہوسکتا ہے۔'' آرتھر یہ کہتا ہوا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار ڈرائیو کرنے والا شخص آرتھر کے لیے اجنبی تھا۔ اس کے برابر میں ایک دلکش حسینہ براجمان تھی۔ آرتھر نے سوچا کہ یہ لڑکی ان کی

احمد بن حنبل علیہ الرحمہ

رضوانہ ساجد

علم کی طلب انسان کو سفر پر مجبور کرتی ہے اور علم کی پیاس تمام عمر محوِ سفر رکھتی ہے... یہی حال احمد بن حنبل کا بھی تھا جنہیں علم کی پیاس نے ہمیشہ بے چین رکھا اور قریہ قریہ کتنے ہی محترم اساتذہ سے ملاقات کا سبب بنتا چلا گیا۔

بستی بستی، نگری نگری علم کے ایک

شیدائی کی روداد

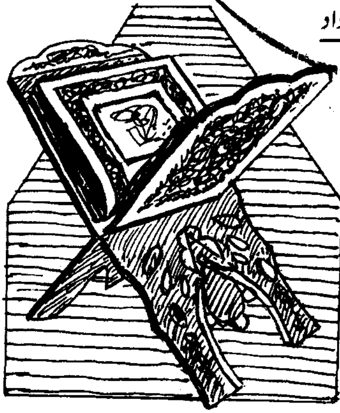

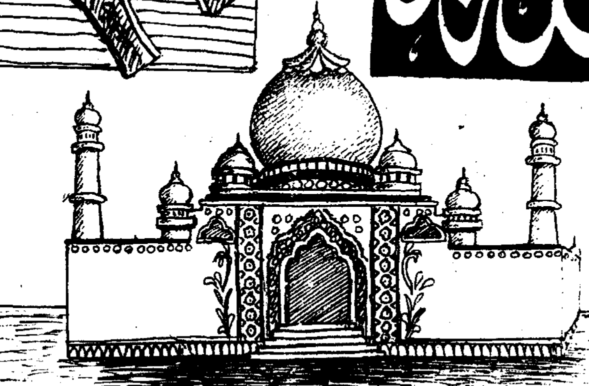

دین وسنتِ نبوی ﷺ کے امام، مذہب وملت کے پیشوا۔ صاحبِ ریاضت وکرامات۔ مستجاب الدعوات حضرت امام احمد بن حنبل مشہور ومعروف روایت کے مطابق ربیع الاول ۱۶۴ ہجری میں بغداد میں تولد ہوئے۔

آپ کی تاریخِ ولادت کے بارے میں تو کوئی اختلاف نہیں لیکن جائے ولادت میں تضاد ہے۔ بعض تاریخ نویسوں کا خیال ہے کہ ولادت ''مرو'' میں ہوئی لیکن معتبر روایت یہ ہے کہ آپ کا مقامِ تولد بغداد ہے۔ یہ تسانح اس

گواہی

علی اختر

روئے زمین پر ظلم کہیں بھی ہو... ظلم ہی ہوتا ہے اور اس وادی میں تو ہمیشہ سے لہو کی ہولی کھیلی جاتی رہی ہے۔ جس کی گواہی آسمان... چاند... سورج کے ساتھ ساتھ وہاں کی خون سے بھیگی مٹی اور آنسو بہاتے درخت بھی دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے... کیونکہ یہ داستان کبھی ختم ہونے والی نہیں لگتی۔

محبت سے بھرے اور خوف سے لرزتے، ٹوٹے ہوئے دلوں کا قصہ

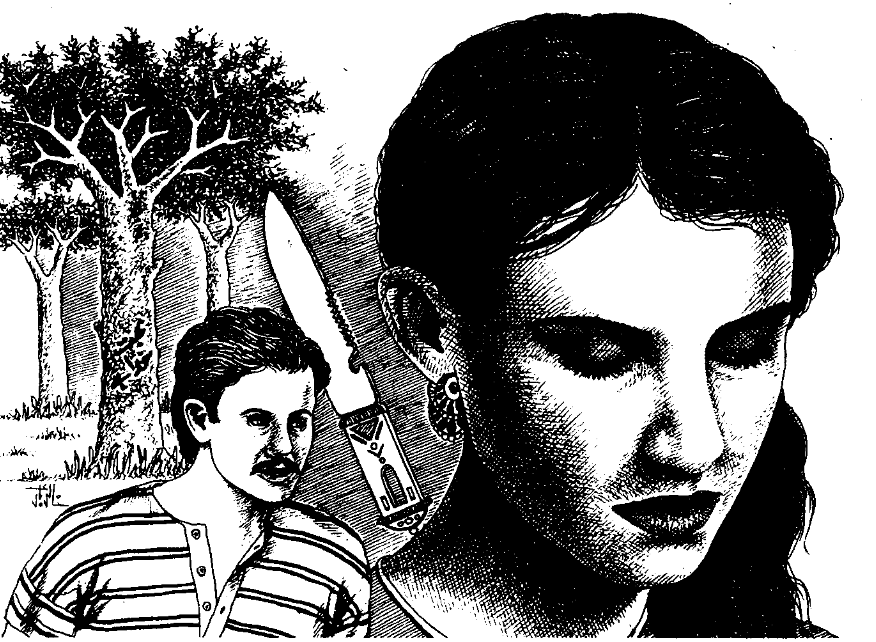

تین ہی تو گھر تھے جو اس پہاڑی پر قائم تھے اور پھر ان کے درمیان فاصلہ بھی کتنا تھا۔ ہمارا گھر پہاڑی کی اونچائی پر تھا جبکہ دوسرا گھر خاصا اترائی پر تھا۔ ہم قدرتی بنی پگڈنڈیوں سے اترتے ہوئے بازار کی طرف آتے تھے تو بہت نیچے اتر کر دوسرا گھر آتا تھا...... اور تیسرا گھر اسی پہاڑی کے شمال میں واقع تھا اور یوں تینوں گھر ایک دوسرے کے نزدیک ہوتے ہوئے بھی دور تھے۔ شمالی گھر کی طرف جانے کے لیے پہاڑی پر گھوم کر ادھر جانا پڑتا تھا۔ ہم اونچی جاتی کے ہندو تھے۔

میرے باپو لالہ شیوداس کا شہر کے بڑے بازار میں جنرل اسٹور تھا۔ رمیش جنرل اسٹور...... جہاں ضروریاتِ زندگی کی ہر چیز آسانی سے مل جاتی ہے۔ ادھر آنے والے سیاحوں کے لیے خصوصی طور پر کشمیری کڑھائی کے ملبوسات کے علاوہ مقامی سطح پر بنائے گئے دوسرے نوادرات بھی ہمارے جنرل اسٹور سے مل جاتے ہیں اور یوں اگر ہم شہر کے متمول لوگوں میں سے

پسِ پردہ

طاہر جاوید مغل

مختلف مزاج اور الگ الگ خاندانوں کا ملاپ اکثر وبیشتر مشکل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ دو مختلف معاشروں میں رہنے والے لوگوں کا ادغام... جن میں زبان وبیان، رہن سہن اور مذہب جیسا فرق... جسے قبول کرنے کے لیے انسان کو دل بہت بڑا کرنا پڑتا ہے اور جناب دل کی بھی خوب رہی جب کسی پر آجائے تو سماج کی کوئی بھی دیوار ہو ثابت قدمی سے ڈٹ جانے والوں کے آگے ریت کی بھربھری دیوار بن کر گر بھی جاتی ہے مگر... یہاں مغربی ماحول میں گلابی جاڑوں کی طرح گلابی اردو بولنے والی اس دوشیزہ نے ایک پاکستانی نوجوان کو اس طرح فرینکفرٹ کی فضائوں کا اسیر کر ڈالا کہ پھر دنیا کے کسی گوشے میں اسے سکون نہ ملا... سکون ملتا بھی تو کیسے کہ وہ تو اپنوں کے پیار بھرے انتقام میں ایسے گِھرا ہوا تھا کہ اسے ذرا بھی کسی کی نیت پر شک نہ ہوا... لیکن محبت ہو یا نفرت لاکھ چھپائے نہیں چھپتی، پھر ان نفرتوں اور محبتوں کی حقیقت کیسے چھپی رہ سکتی تھی۔ لہٰذا پسِ پردہ ہونے والی سازشوں کا بالآخر ایک دن پردہ چاک ہوا اور چاہت کے مدھر جذبوں نے خود کو منوالیا۔

انجانی نفرتوں میں پناہ تلاش کرنے والے اس جوڑے
کی کتھا جو...... اپنوں کے اصل روپ سے بےخبر تھا

تیسرا حصہ